مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کا ماہوار رسالہ

ستمبر ۲۰۲۴

النداء

سیرت النبی ﷺ

محمد ﷺ

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۸﴾

اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر (الانبیاء: ۱۰۸)۔

درود شریف

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ

وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ،

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ

وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ،

فہرست مضامین

اگر آپ خدام الاحمدیہ کینیڈا کے ماہانہ رسالہ النداء میں کوئی مضمون یا اپنی کوئی نظم بھجوانا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل ای میل پر ہم سے رابطہ کریں۔

ISHAAT@KHUDDAM.CA

القرآن الکریم
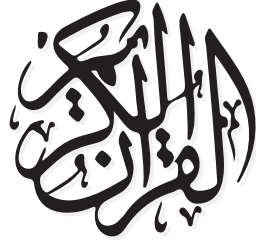
قال اللہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ
يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا

یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

سورۃ الاحزاب، آیت ۲۲

مُحَمَّد

صلى الله عليه وسلم

الحدیث النبوی
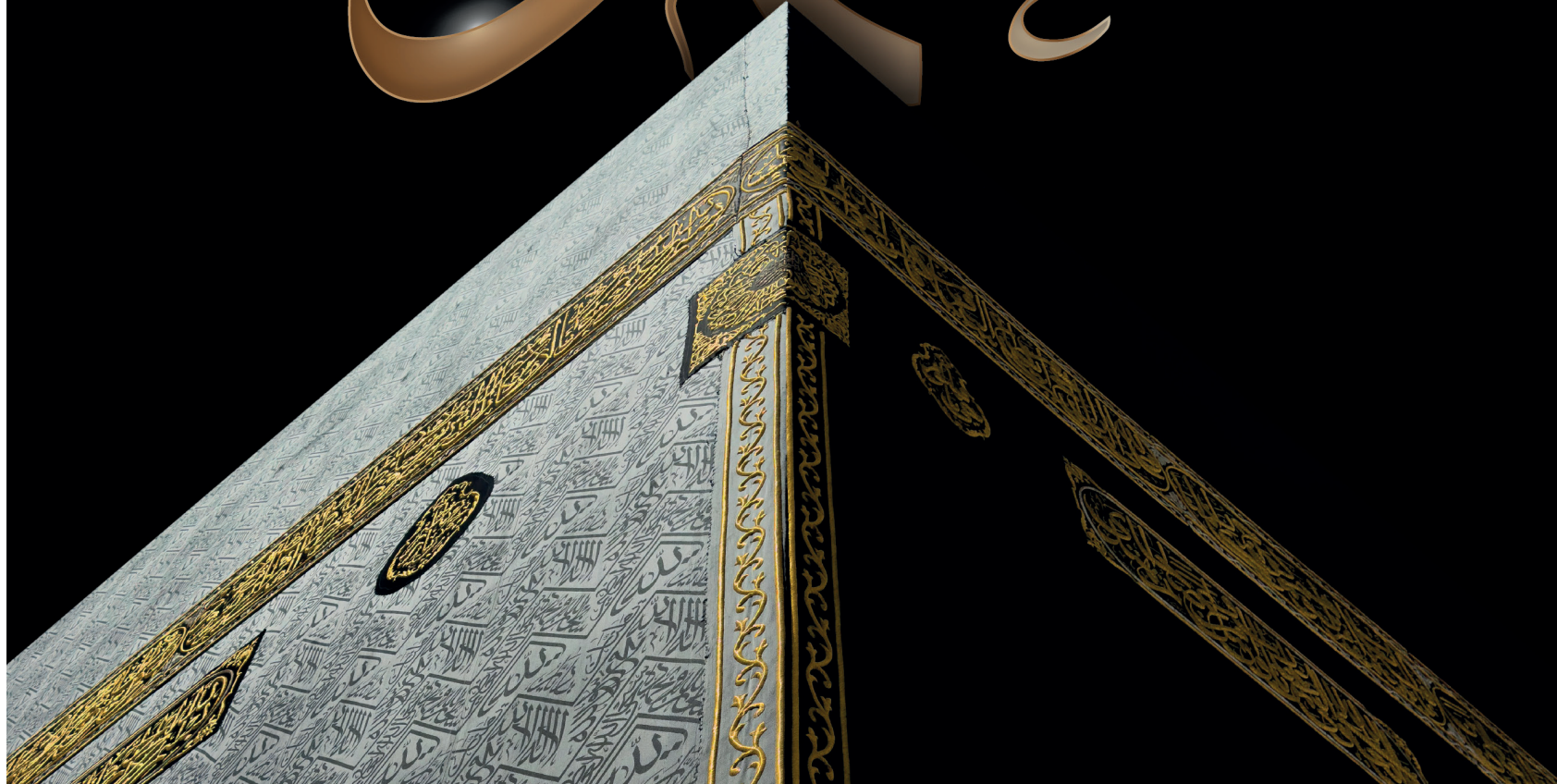
قال الرسول ﷺ

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى قَالَ لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلاَ أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ، صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ بَلَى، فَأَهْدِهَا لِي. فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ الصَّلاَةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ. قَالَ ’’ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ‘‘.

عبد الرحمن بن ابی لیلی نے کہا کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہ ملے۔ انہوں نے کہا: کیا میں آپ کے سامنے ایک تحفہ نہ پیش کروں جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں مجھے وہ تحفہ دیں۔ انہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ ہم نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ کے اور آپؐ کے اہل بیت کے لئے دعائے رحمت کیونکر کی جائے۔ کیونکہ اللہ نے ہمیں یہ تو سکھلا دیا ہے کہ ہم سلامتی کی دعا کیونکر کریں۔ آپؐ نے فرمایا: یوں کہو اے اللہ! محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر رحم فرما۔ جیسا کہ تو نے ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی آل پر رحم کیا۔ یقیناً تو بہت ہی خوبیوں والا (اور) بڑی شان والا ہے۔ اے اللہ! تو محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی آل پر برکت نازل کی۔ یقیناً تو بہت ہی خوبیوں والا (اور) بڑی شان والا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الأنبیاء، باب ۱۰، حدیث ۳۳۷۰)

کلام الامام
امام الکلام

مَیں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتاہوں کہ یہ عربی نبی جس کانام **محمد** ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس **عالی مرتبہ کا نبی** ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔☆ افسوس کہ جیساحق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ **توحید** جو دنیا سے گم ہوچکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اِس لئے خدانے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو **تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین** پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اُس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سر چشمہ ہر ایک **فیض** کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اُس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ **ذُرّیّتِ شیطان** ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کُنجی اُس کو دی گئی ہے اور ہر ایک **معرفت** کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ **توحید حقیقی** ہم نے اِسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اِسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اسکے نُور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں **اِسی بزرگ نبی** کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اُس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔

☆ یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ختم ہونے کو ہے مگر اس کامل نبی کے فیضان کی شعاعیں اب تک ختم نہیں ہوئیں اگر خدا کا کلام قرآن شریف مانع نہ ہوتا تو فقط یہی نبی تھا جس کی نسبت ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اب تک مع جسم عنصری زندہ آسمان پر موجود ہے کیونکہ ہم اُس کی زندگی کے صریح آثار پاتے ہیں۔ اس کا دین زندہ ہے اس کی پیروی کرنے والا زندہ ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے زندہ خدا مل جاتا ہے۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ خدا اس سے اور اس کے دین سے اور اس کے محبّ سے محبت کرتا ہے۔ اور یاد رہے کہ در حقیقت وہ زندہ ہے اور آسمان پر سب سے اس کا مقام برتر ہے لیکن یہ جسم عنصری جو فانی ہے یہ نہیں ہے بلکہ ایک اور نورانی جسم کے ساتھ جو لازوال ہے اپنے خدائے مقتدر کے پاس آسمان پر ہے۔ منہ

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲، صفحہ ۱۱۹-۱۱۸)

فرمان خلیفہ وقت

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔(التوبۃ: ۱۲۸)

جیسا کہ ہم جانتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی ہستی کو اپنی صفات سے ہم پر ظاہر فرماتا ہے اور مومن بندوں کو بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا رنگ پکڑو، میرے رنگ میں رنگین ہو۔ میری صفات اختیار کرو، تبھی تم میرے حقیقی بندے کہلا سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی اعلیٰ ترین مثال کوئی شک نہیں کہ آنحضرتؐ کے علاوہ کسی اور فرد میں نہیں پائی جاسکتی۔ کیونکہ آپؐ ہی اللہ تعالیٰ کے وہ پیارے ہیں جس کے نور سے ایک دنیا نے فیض پایا، فیض پا رہی ہے اور انشاء اللہ فیض پاتی چلی جائے گی تا کہ اپنے پیدا کرنے والے کی پہچان کر سکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرتؐ کی ذات بابرکات کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

”وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا...وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالَم کا عالَم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا“۔ وہ قیامت کیا تھی۔ مُردوں کو زندہ کرنے والی تھی۔”وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔......
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ “۔(اتمام الحجۃ علی الذی لج وزاغ عن المحجۃ۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۰۸)

پس یہ ہیں ہمارے نبیؐ جنہوں نے خدا تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو کر اللہ تعالیٰ کی صفات کا حقیقی پرتو بن کر دکھایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

”اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی“۔(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۹)

(خطبہ جمعہ ۲۳/ فروری ۲۰۰۷ء، فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ
اِلَّا رَحۡمَةً
لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

الانبیاء: ۱۰۸

اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے
رحمت کے طور پر۔
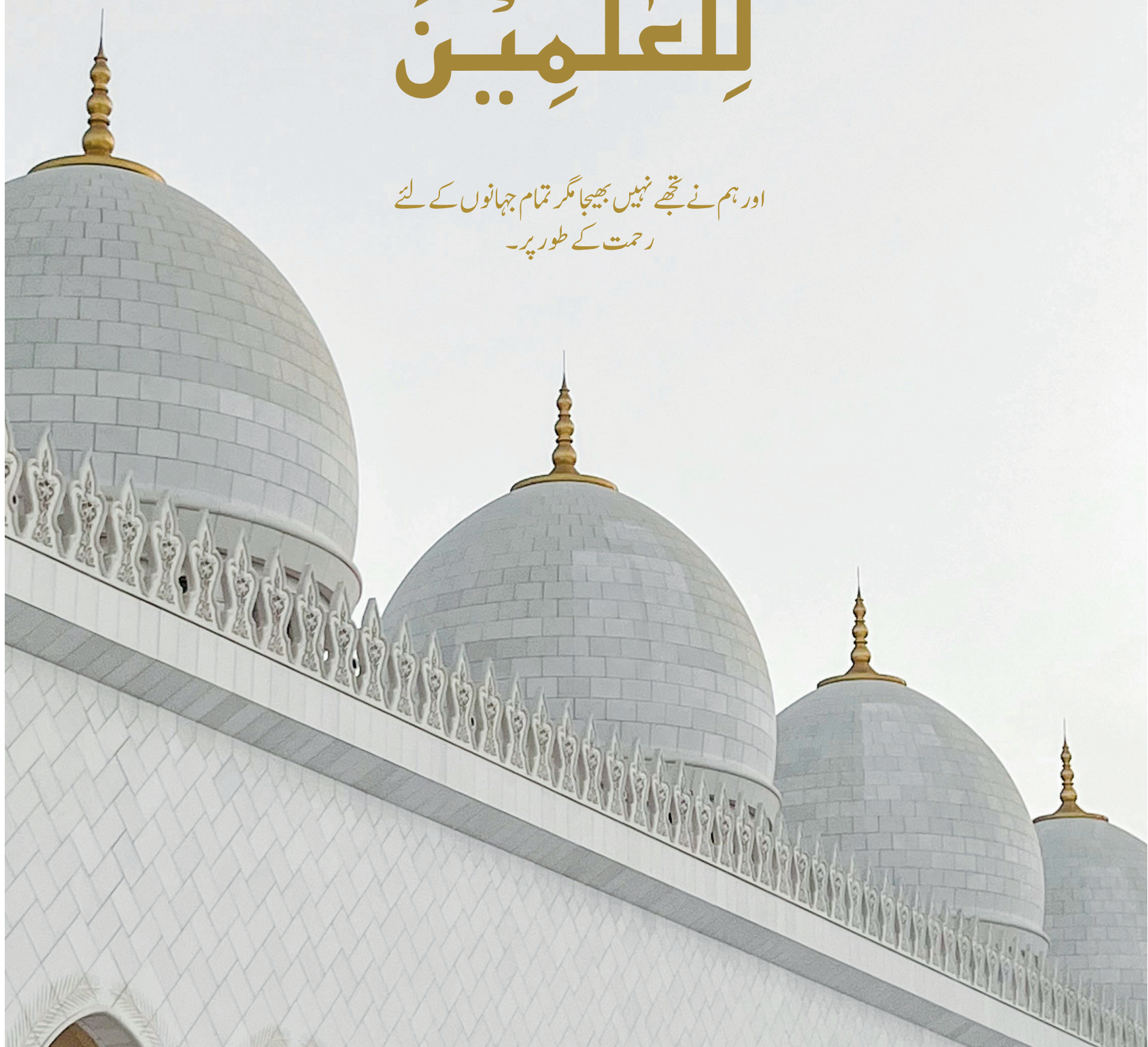
پیغام صدر مجلس

مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا

”یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔“ (سورۃ الاحزاب، آیت ۵۷)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بارہا ایسے احکامات بیان فرمائیں ہیں جن میں ہمارے لئے رہنمائی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! یہ یہ کام ہیں جو تم نے کرنے ہیں، یہ یہ فرائض ہیں جو تم نے ادا کرنے ہیں، یہ ایسے احکامات ہیں جن پر تم نے عمل کرنا ہے اور اس طرح زندگی بسر کرنی ہے۔ غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ذمہ داریاں ہیں جو تم نے ادا کرنی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پر درود بھیجنا ایسا ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اور میرے فرشتے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، پس اے ایمان والو! تم بھی ایسا کرو۔

دیکھو! یہ کیسی پیاری اور بابرکت ذات ہے جس پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین ایسی ذات ہے جس کے بارہ میں خاص حکم ہے اور دوسری طرف ہمیں بھی اس پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ فالحمد اللہ علی ذالک!

مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کو یہ سعادت ملی ہے کہ یہ ایڈیشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وبرکات پر شائع کر رہی ہے۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ یہ سعادت ہمیں دے رہا ہے کہ ہم اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے چند پہلوؤں کو اپنے خدام کے سامنے رکھ سکیں اور ان کی سیرت وبرکات سے فائدہ اٹھا سکیں۔

عزیز خدام بھائیوں! ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ اپنی زندگی میں شامل کریں اور اس کا کچھ نہ کچھ پہلو لازماً ہمارے معمول کا حصہ بنے۔ ہمیں احادیث وسیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ حصہ روزانہ پڑھنا چاہیے تا کہ ہم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں آگے بڑھ سکیں اور ترقیات کی منازل طے کریں۔ اور آپؐ کا پاک نمونہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں اپنا سکیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا خدا تعالیٰ سے حقیقی تعلق ہو، اللہ تعالیٰ کی محبت ہمارے دلوں میں راسخ ہو جائے، تو لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دل میں پیدا کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کریں۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآنِ کریم میں مخاطب کر کے فرمایا:

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

”تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔“

(سورۃ آل عمران، آیت ۳۲)

پس اگر اللہ تعالیٰ کی محبت ہمارے لئے قیمتی جوہر ہے، تو اس کے حصول کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قرار دی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ ایسی خاص برکات وابستہ ہیں کہ خواہ کسی دَور کا انسان ہو، خواہ کہیں کا ہو، اگر وہ آپ کی پاک زندگی کو اپنا مطمح نظر بنائے اور رہنما بنالے تو وہ اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کر لیتا ہے۔

دیکھیں! حضرت مسیح موعود علیہ السلام جنہیں ہمیں ماننے کی توفیق ملی، کیا ہی پیارے وجود تھے اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت کے مقام پر فائز فرمایا۔ اس ضمن میں آپؑ بھی فرماتے ہیں کہ یہ مقام مجھے صرف اس لئے دیا گیا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں محو اور مجذوب تھا اور آپؐ کی محبت کی وجہ سے ہی میرے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوئے۔ اور اس قدر عشق تھا حضرت مسیح معود علیہ السلام کو کہ اگر ہم ان کی سیرت کو اپنے سامنے رکھیں تو ہمارے سامنے وہ اصول آجاتے ہیں کہ کیسے ہمیں بھی ان کی اتباع میں ان کے قدموں پر قدم رکھتے ہوئے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں محو ہونا چاہئے۔

آپؑ محبت بھرے الفاظ میں فرماتے ہیں:

جان و دلم فدائے جمال محمد است

خاکم نثار کوچۂ آلِ محمد است

کس قدر حضرت مسیح موعودؑ کو آنحضورؐ سے محبت تھی کہ آپؑ کا تمام وجود آنحضورؐ کے لئے فدا اور فنا ہو چکا تھا۔ یہ وہ طریقہ ہے کہ ہر چیز آپؐ پر نثار ہو۔ نیز وہ پیارا ہمارے لئے رہنما ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور وہ چلتے جاتے اور ساتھ یہ اشعار دہرائی جاتے جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہے تھے:

كُنتَ السَّوادَ لِنَاظِرِي فَعَمِيَ عَلَيَّ النَّاظِر

مَنْ شَآءَ بَعْدكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِر

یعنی اے میرے نبی! تو میری آنکھ کا پتلا تھا، اور اب میری آنکھیں اندھی ہو چکی ہیں۔ اب مجھے کسی کی موت کی پرواہ نہیں، کیونکہ تیری ہی موت سے میں ڈرتا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ یہ اشعار پڑھ رہے تھے اور بار بار یہ کہتے تھے کہ کاش یہ اشعار میری زبان سے جاری ہوئے ہوتے، کاش یہ میں نے لکھے ہوتے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں لکھا ہے اور زبان سے اظہار کیا ہے اس کی تو نظیر نہیں ملتی لیکن جب بھی اس معشوقؐ کی کسی اور نے بھی تعریف کی، تو کیسے آپؑ کے دل کو اتنی بھائی ہے کہ چاہتے تھے کہ کاش یہ بھی میرے حصہ آیا ہوتا، کاش یہ خدمت بھی میری زبان سے ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اور آپؐ کی محبت میں غرق ہونے کی وجہ سے جب آپؑ نے مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ کیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں وہ نبی ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے مقرر فرمایا۔ لوگوں نے آپؑ پر کفر کے فتوے لگائے اور سخت مخالفت کا طوفان برپا ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے لوگوں کو یہ بات بھی سمجھائی کہ یہ نبوت آپؑ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور غلامی کے باعث ملی اور اس میں کوئی ذاتی خواہش ہرگز شامل نہیں تھی لیکن لوگ پھر بھی نہ مانے اور آپؑ کو گالی گلوچ اور لعن طعن کا نشانہ بنایا۔ اس سب کے باوجود آپؑ کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مقدم تھی، اور آپؑ نے ان مشکلات کا بڑے حوصلہ اور صبر سے سامنا کیا اور ہر قدم پر اپنے سید و مولیٰؐ کا اسوہ کو قائم کیا۔

آپؑ نے فرمایا کہ مجھے یہ تمام کفر کے فتاویٰ قبول ہیں کیونکہ یہ تمام کام میں اپنے محبوب نبیؐ کے لئے کر رہا ہوں۔ میرا کفر یہی ہے کہ میں اپنے نبیؐ کی محبت میں کامل طور پر جذب ہو چکا ہوں گویا کہ میرا اپنا کوئی وجود نہیں بلکہ صرف اور صرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باقی ہے۔

تو حضرت مسیح موعودؑ نے یہ محبت کے اسلوب ہمارے سامنے رکھے اور پھر دکھایا کہ اس محبت کے باعث اللہ تعالیٰ سے کس قدر پختہ تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ ہمارے لئے اشد ضروری ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متبرک سیرت کا مطالعہ کریں اور عملی طور عمل کرنے کی کوشش کریں اور آپؐ کے عشق میں آگے بڑھتے چلے جائیں اور اپنی زندگیوں کو صحیح رنگ میں ڈھالنے والے بنیں تاکہ وہ مقصد حاصل ہو سکے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا نقشہ ہمارے سامنے رہے گا، پھر یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ سب اُن کے عشق میں گرفتار نہ ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطالعہ سے سب کے دلوں سے ایسے جذبات ابھریں گے لیکن آپؐ کی زندگی سے واقفیت کے بغیر ایسا ہونا ممکن نہیں۔ پس مطالعہ ضروری ہے۔

اس ضمن میں تمام خدام بھائیوں سے درخواست ہے کہ اس ایڈیشن سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو اپناتے ہوئے اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کریں۔

سیرت اور احادیث کی بہت سی کتب موجود ہیں۔ اگر ہم سب مل کر اِن کا مطالعہ کریں تو ہم اپنی اصلاح بھی کر سکیں گے۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سب اپنی زندگیوں میں چھوٹے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن سکیں گے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میں ترقی کرنے، اللہ تعالیٰ سے محبت میں بڑھنے، اور اپنی دعاؤں کو قبولیت تک پہنچانے کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر گزارہ نہیں۔ درود کو بھی اپنی زندگیوں کا معمول بنائیں۔

جس محبت کا سرور حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام نے حاصل کیا ہے، اس کو ہم بھی حاصل کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم سب حقیقت میں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار و محبت کرنے والے ہوں۔ اللہ کرے کہ ہم محض دعوے نہ کریں بلکہ اپنے پیارے نبی کے عشق کو اپنے اعمال سے ظاہر کریں۔ ہم میں سے ہر ایک کی زندگی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آئے، تاکہ دنیا کے ہر کونے میں ہم اسلام احمدیت کی خوبصورت تعلیم اور آپؐ کا پاک اور کامل اسوہ پہنچا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انوارِ محمد ﷺ

تحریر از کامران اسلم، طالب علم جامعہ احمدیہ کینیڈا

وہ انسان جو انسانِ کامل تھا اور وہ جس نے آکر برسوں کے مردوں کو زندہ کیا اور جہالت کو نور سے منور کیا اور وہ جو رحمۃ العالمین ہے اور وہ جو ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہے ۔ وہ کوئی اور نہیں بلکہ وہ ہمارے پیارے آقا و مولا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"جیسا کہ فرماتا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (الاحزاب:۲۲) کہ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔ پس اس اُسوۂ حسنہ پر چلنے کے بغیر مسلمان مسلمان نہیں کہلا سکتا۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ یکم دسمبر ۲۰۱۷)

آج میں آنحضرت ﷺ کے اُسوۂ کامل میں سے چند باتیں تحریر کروں گا جو ہم اپنا سکتے ہیں ویسے تو آپ ﷺ کی پوری زندگی ہی ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت سعد بن ہشامؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور عرض کی کہ اے ام المومنین مجھے آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے بارہ میں کچھ بتائیں ۔ انہوں نے فرمایا كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ۔ آپ کے اخلاق قران کے عین مطابق تھے۔ کیا آپ قرآن نہیں پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے متعلق فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔

(مسند احمد بن حنبل ۔ باقی مسند الانصار ۔ حدیث نمبر ۲۴۴۶۰)

سچائی اور دیانت داری

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ (التوبہ: ۱۱۹)

نبی کریم ﷺ کی زندگی سچائی اور دیانتداری کا بہترین نمونہ ہے ۔ آپ ﷺ کی سچائی اور دیانتداری کی گواہی تو اہلِ مکہ والے بھی دیا کرتے تھے ۔ آپ ﷺ کا سب سے بڑا دشمن ابو جہل بھی آپ ﷺ کے سچے ہونے کا یعنی سچ بولنے کا انکار کبھی نہیں کر سکا۔ راویات میں آتا ہے اس نے کہا کہ میں تمہیں جھوٹا نہیں کہتا لیکن جو تعلیم لائے ہو وہ غلط ہے کیونکہ تم ہمارے بتوں کے خلاف بول رہے ہو۔

(سنن الترمذی ابواب تفسیر القرآن باب و من سورۃ الانعام)

پھر ابوسفیان نے بھی ہرقل کے دربار میں یہی کہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور ہمیشہ سچ بولنے کی تلقین کرتے ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ)

آنحضرت ﷺ کی سچائی کی مثال ہر فرد دیتا تھا، اور اسی وجہ سے آپ ﷺ کو "الصادق" اور "الامین" کہا جاتا تھا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

پس آج بھی آپ کی تعلیم اور عمل کی سچائی کے اعلیٰ معیار ہیں جو غیر مسلموں کو اسلام کے قریب کر سکتے ہیں۔ یہ جھوٹ فریب اور دھوکہ اسلام کے خلاف نفرتوں میں بڑھا تو سکتا ہے، اسلام کے قریب نہیں لا سکتا۔.... پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے احمدیوں کو اپنی سچائی کے معیار بلند کرنے کی ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے تا کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کے پھیلانے میں آسانی پیدا ہو۔ تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ قول و عمل ایک ہو۔ اگر عمل میں سچائی نہیں تو لوگ دینی تعلیم کو بھی جھوٹا سمجھیں گے۔ خدا تعالیٰ کی ذات ایک سچائی ہے۔ دین اسلام ایک سچائی ہے۔ اس سچائی کو پھیلانا اور سچ کے ذریعہ

سے پھیلانا آج ہمارا کام ہے۔
ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زندگی میں ہمیشہ سچائی کو اپنائیں تاکہ ہم اللہ کے نزدیک پسندیدہ بن سکیں اور انسانوں میں بھی معزز ہوں۔

(خطبہ جمعہ یکم دسمبر ۲۰۱۷ء)

عدل و انصاف

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کبھی کسی کے ساتھ ناانصافی کا برتاؤ نہیں کیا اور ہمیشہ عدل کو ترجیح دی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ

یقیناً اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔ (النحل: ۹۱)

حدیث میں آتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ قریش کو مخزومی عورت کے معاملے نے فکر میں ڈال دیا جس نے چوری کی تھی۔ ان لوگوں نے کہا: اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون بات کرے گا؟ لوگوں نے کہا: اس کی جرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اسامہ بن زید کے سوا اور کون کر سکتا ہے؟ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے بات کی تو آپؐ نے فرمایا: "تم سے پہلے کے لوگ اس لیے ہلاک ہو گئے کہ جب ان میں کوئی معزز اور باوقار آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور اور بے حیثیت آدمی چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کرتے، اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد نے چوری کی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا"۔

(سنن نسائي ،كتاب قطع السارق،ذِكْرِ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ الزُّهْرِيِّ فِي الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ)

ہمیں بھی اپنی زندگی کے ہر شعبے میں انصاف اور عدل کو اپنانا چاہئے تاکہ ہمارا معاشرہ پرامن اور انصاف پسند بنے۔

صبر اور استقامت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔

اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد طلب کرو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (البقرہ: ۱۵۴)

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی زندگی میں بے شمار مشکلات کا سامنا کیا، لیکن ہر بار آپؐ نے صبر اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ ہمارے آقا سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اکلوتے بچے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات پر جو آپؐ کی عمر کے آخری حصہ میں واقع ہوئی تھی جس کے بعد آپ کو کسی اور نرینہ اولاد کی امید نہیں تھی وہ عظیم الشان الفاظ فرمائے جو رہتی دنیا تک صبر اور رضا بالقضاء کا بہترین نمونہ رہیں گے۔ آپؐ نے فرمایا:

اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى رَبَّنَا وَ اِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی انا بک لمحزونون)

یعنی ہماری آنکھ اپنے پیارے بچے کی وفات پر آنسو بہاتی ہے اور دل غم محسوس کرتا ہے مگر ہم اس کے سوا کچھ نہیں کہتے کہ جس بات میں خدا راضی ہے اسی میں ہم راضی ہیں۔ اور ہم خدا کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق ہر حال میں صابر و شاکر ہیں۔ ہاں بچہ کی جدائی کا غم ہمیں ضرور ہے اور وہ انسان کی فطری محبت اور فطری شفقت کا ایک طبعی نتیجہ ہے۔

اب دیکھو اور غور کرو کہ ہمارے مقدس رسولؐ (فداہ نفسی) نے ہمیں جو تعلیم خدائے عرش سے علم پاکر قرآن کے ذریعہ دی تھی اس کا آپ نے خود کیسا اعلیٰ اور کیسا مکمل نمونہ پیش کیا ہے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم صبر اور استقامت کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں تاکہ ہم دنیاوی مشکلات کا بہتر طریقے سے سامنا کر سکیں۔

مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(اربعین ۱، روحانی خزائن جلد ۱۷، صفحہ ۳۴۵)

سیرۃ خاتم النبیین ﷺ

حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے

کتاب کا تعارف:

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۹ء میں آنحضرت ﷺ کی سوانح عمری لکھنی شروع کی جو ریویو آف ریلجنز اردو کے شماروں میں "ہمارا آقا" کے نام سے شائع ہوتی رہی۔ بعد میں جب یہ سلسلہ آگے بڑھ کر کتابی شکل میں سامنے آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر خلوص اور محبت سے لبریز محققانہ طرز کو وہ قبولیت بخشی کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے زیر کتاب کی بابت فرمایا:

"میں سمجھتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ کی جتنی سیر تیں شائع ہو چکی ہیں ان میں سے یہ بہترین کتاب ہے۔ اس تصنیف میں ان علوم کا پرتو بھی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ظاہر ہوئے۔ اس کے ذریعہ ان شاء اللہ اسلام کی تبلیغ میں بہت آسانی پیدا ہو جائے گی"

نظارت اشاعت ربوہ پاکستان کے شائع کردہ موجودہ ایڈیشن میں ان ابتدائی تینوں حصوں کا مواد شامل ہو گیا ہے جو ۱۹۲۰، ۱۹۳۱ اور ۱۹۴۹ء میں شائع ہوئے تھے۔ اس طرح یہ مجموعہ آنحضور ﷺ کی پیدائش سے لیکر ے ہجری تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ جبکہ بعد کے برسوں کے لئے مجوزہ عناوین بھی مخصوص انداز اور تفصیل کے ساتھ جلد ہذا میں شائع ہیں تا بعد کے محققین انہی خطوط اور اصولوں پر اس تحقیق کو آگے بڑھا سکیں۔ اسی طرح اس کتاب کے آخر پر تفصیلی انڈیکس، کتابیات اور آراء بھی درج ہیں۔

کتاب میں سے ایک اقتباس

حلیہ مبارک:

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوان تھے اور جسمانی نشو نما مکمل ہو چکا تھا۔ اس لیے اس موقع پر آپؐ کا حلیہ بیان کر دینا مناسب ہو گا۔ لکھا ہے کہ آپؐ میانہ قد تھے۔ رنگ بہت خوبصورت تھا یعنی نہ تو بہت ہی سفید جو بُرا لگے اور نہ ہی گندم گوں بلکہ گندم گوں سے کچھ سفید تھا۔ سر کے بال بالکل سیدھے نوکدار نہ تھے بلکہ کسی قدر خمدار تھے۔ داڑھی گھنی اور خوبصورت تھی۔ جسم درمیانہ تھا۔ جلد نازک اور ملائم تھی اور آپؐ کے جسم اور پسینہ میں ایک قسم کی خوشبو پائی جاتی تھی۔ سَر بڑا تھا۔ سینہ فراخ۔ ہاتھ پاؤں بھرے بھرے۔ ہتھیلیاں چوڑی۔ چہرہ گول۔ پیشانی اور ناک اونچی۔ آنکھیں سیاہ اور روشن اور پلکیں دراز تھیں۔ چلنے میں وقار تھا۔ مگر عموماً تیزی کے ساتھ قدم اُٹھتا تھا۔ گفتگو میں آہستگی ہوتی تھی حتیٰ کہ اگر سننے والا چاہے تو آپؐ کے الفاظ کو گن سکتا تھا۔ ناراضگی کے وقت چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا اور خوشی کے موقع پر بھی چمک اُٹھتا تھا۔ انگلستان کا مشہور مؤرخ سر ولیم میور آپؐ کا حلیہ بیان کر کے لکھتا ہے کہ:

"آپؐ کا سردارانہ رنگ ڈھنگ ایک اجنبی شخص کے دل میں کچھ رُعب پیدا کر دیتا تھا جو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا لیکن جب اُسے آپؐ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملتا تھا اور وہ آپ سے واقف ہو جاتا تھا تو اس کے دل میں بجائے ڈر اور خوف کے عقیدت اور محبت کے جذبات پیدا ہونے لگتے تھے۔"

(سیرت خاتم النبیین صفحہ ۱۱۹)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی نوع انسان سے معاملہ

بیویوں کے حق میں آپ کا معاملہ نہایت ہی مشفقانہ اور عادلانہ تھا۔ بعض دفعہ آپ کی بیویاں آپ سے سختی بھی کر لیتی تھیں مگر آپ خاموشی سے بات کو ہنس کر ٹال دیتے تھے۔ ایک دن آپ نے حضرت عائشہؓ سے کہا اے عائشہ! جب تم مجھ سے خفا ہوتی ہو تو مجھے پتہ لگ جاتا ہے کہ تم مجھ سے خفا ہو۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا آپ کو کس طرح پتہ لگ جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور کوئی قسم کھانے کا معاملہ آجائے تو تم ہمیشہ یوں کہتی ہو م "محمد کے رب کی قسم! بات یوں ہے" اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو اور تمہیں قسم کھانے کی ضرورت پیش آجائے تو تم کہا کرتی ہو "ابراہیم کے رب کی قسم! بات یوں ہے۔" حضرت عائشہؓ یہ بات سن کو ہنس پڑیں اور آپ کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ آپ بات کو ٹھیک سمجھے ہیں۔

حضرت خدیجہؓ جو آپ کی بڑی بیوی تھیں اور جنھوں نے آپ کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کی تھیں اُن کی وفات کے بعد آپ کی شادی میں جوان بیویاں آئیں لیکن اس کے باوجود آپ نے حضرت خدیجہؓ کے تعلق کو نہ بھلایا۔

حضرت خدیجہؓ کی سہیلیاں جب بھی آتیں آپ اُن کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ حضرت خدیجہؓ کی بنی ہوئی کوئی چیز اگر آپ کے سامنے آجاتی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ بدر کی جنگ میں جب آپ کے ایک داماد بھی قید ہو کر آئے تو آزادی کا فدیہ ادا کرنے کے لئے کوئی مال اُن کے پاس نہیں تھا۔ اُن کی بیوی یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے جب دیکھا کہ میرے خاوند کے بچانے کے لئے اور کوئی مال نہیں تو اپنی والدہ کی آخری یادگار ایک ہار اُن کے پاس تھا وہ اُنہوں نے اپنے خاوند کے فدیہ کے طور پر مدینہ بھجوا دیا۔ جب وہ ہار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے اُسے پہچان لیا۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپ نے صحابہؓ سے فرمایا: میں آپ لوگوں کو حکم تو نہیں دیتا کیونکہ مجھے ایسا حکم دینے کا کوئی حق نہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ ہار زینب کے پاس اُس کی ماں کی آخری یادگار ہے اگر آپ خوشی سے ایسا کر سکتے ہوں تو میں سفارش کرتا ہوں کہ بیٹی اُس کی ماں کی آخری یادگار سے محروم نہ کی جائے۔ صحابہؓ نے کہا یَارَسُولَ اللہ! ہمارے لئے اس سے زیادہ خوشی کا کیا موجب ہو سکتا ہے اور اُنہوں نے وہ ہار حضرت زینبؓ کو واپس کر دیا۔

حضرت خدیجہؓ کی قربانی کا آپ کی طبیعت پر اتنا اثر تھا کہ آپ دوسری بیویوں کے سامنے اکثر ان کی نیکی کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ ایک دن اِسی طرح آپ حضرت عائشہؓ کے سامنے حضرت خدیجہؓ کی کوئی نیکی بیان کر رہے تھے کہ حضرت عائشہؓ نے چڑ کر کہا۔ یَارَسُولَ اللہ! اب اُس بڑھیا کا ذکر جانے بھی دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُس سے بہتر جوان اور خوبصورت عورتیں آپ کو دی ہیں۔ یہ بات سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رقت طاری ہوگئی اور آپ نے فرمایا۔ عائشہ! تمہیں معلوم نہیں خدیجہ نے میری کس قدر خدمت کی ہے۔

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۳۷۳-۳۷۵)

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ "جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیاوی بے چینی اور تکلیف کو دور کیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بے چینیوں اور تکلیفوں کو اس سے دور کرے گا۔"

(صحیح مسلم کتاب الذکر باب فضل الاجتماع علی تلاۃ و علی الذکر)

ہمسایوں سے حسنِ سلوک

ہمسایوں سے حسنِ سلوک ہمسایوں کے ساتھ آپ کا سلوک نہایت ہی اچھا ہوتا تھا آپ فرمایا کرتے تھے جبریل مجھے بار بار ہمسایوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے یہاں تک کہ مجھے خیال آتا ہے کہ ہمسائے کو شاید وارث ہی قرار دیا جائے گا.

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اے ابوذر! جب کبھی شوربا پکاؤ تو پانی زیادہ ڈال لیا کرو اور اپنے ہمسایوں کا بھی خیال رکھا کرو. یہ مطلب نہیں کہ دوسری چیزیں دینے کی ضرورت نہیں، بلکہ عرب بدوی تھے اور اُن کا بہترین کھانا شوربا ہوتا تھا آپ نے ہمسایہ کی امداد کے خیال سے اسی کھانے کی نسبت فرمایا کہ اپنے مزے کا خیال نہ کرو اس کا خیال کرو کہ تمہارا ہمسایہ تمہارے کھانے میں شریک ہو سکے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا. خدا کی قسم! وہ ہرگز مؤمن نہیں، خدا کی قسم! وہ ہرگز مؤمن نہیں، خدا کی قسم! وہ ہرگز مؤمن نہیں، صحابہؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! کون مؤمن نہیں؟ آپ نے فرمایا وہ جس کے ہمسایہ اُس کے ضرر اور اُس کی بدسلوکی سے محفوظ نہیں۔

عورتوں کو بھی آپ نصیحت فرمایا کرتے کہ اپنی ہمسایوں کا خیال رکھا کرو. ایک دفعہ آپ عورتوں میں وعظ میں فرمارہے تھے کہ آپ نے فرمایا اگر بکری کا ایک پایہ بھی کسی کو ملے تو اس میں وہ اپنے ہمسایہ کا حق رکھے۔

آپ ہمیشہ صحابہؓ کو نصیحت کرتے تھے کہ اگر تمہارا ہمسایہ تمہاری دیوار میں میخ وغیرہ گاڑتا ہے یا تمہاری دیوار سے کوئی ایسا کام لیتا ہے جس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں تو اُسے روکا نہ کرو۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، جو کوئی اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو دُکھ نہ دے. جو کوئی اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کو دکھ نہ دے اور جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ یا تو نیک بات کہے یا خاموش رہے۔

(دیباچہ تفسیر القرآن، صفحہ ۳۹۰، ۳۹۱)
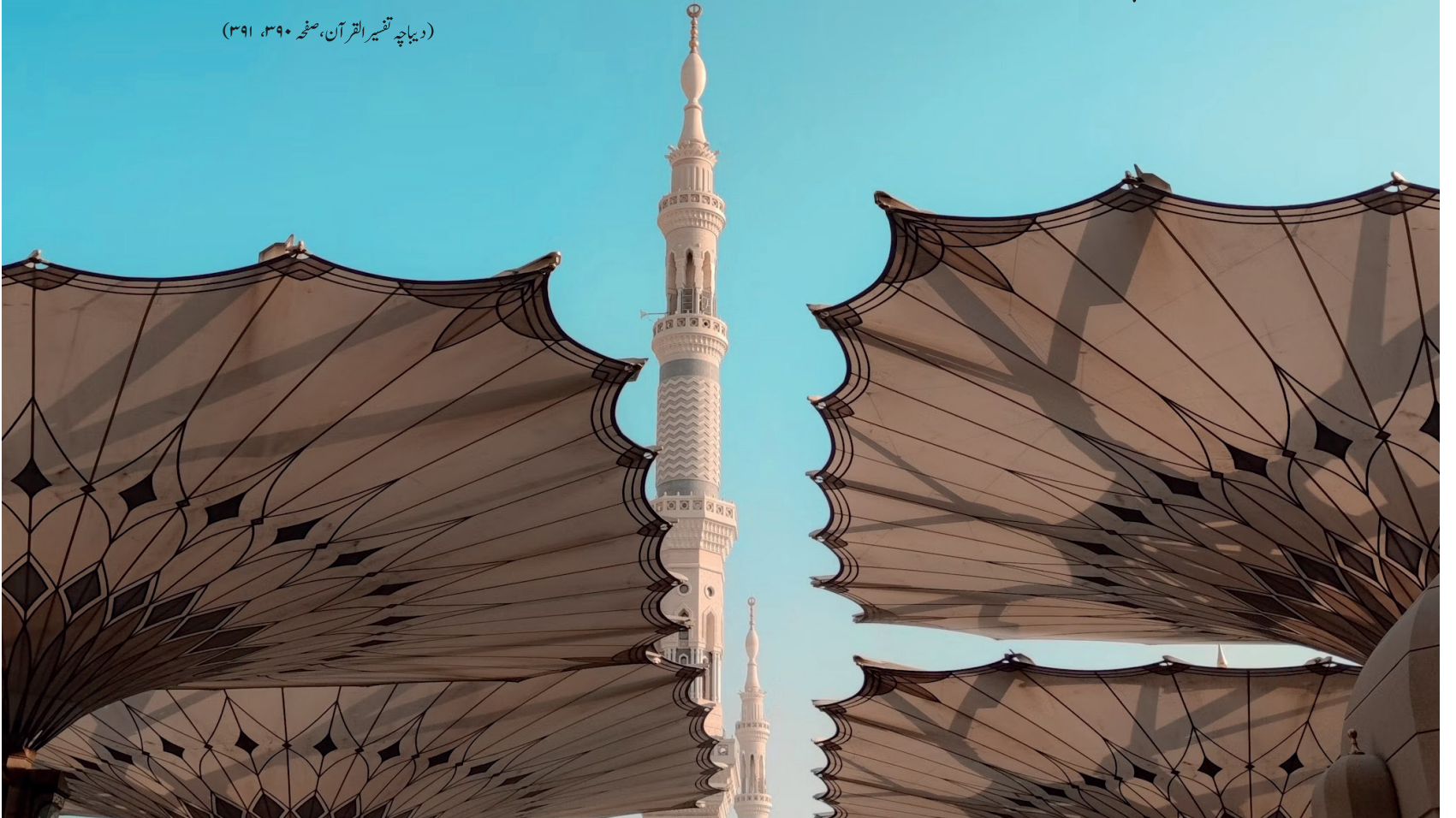
فرمان
حضرت حکیم مولوی

نورالدین

صاحب رضی اللہ عنہ
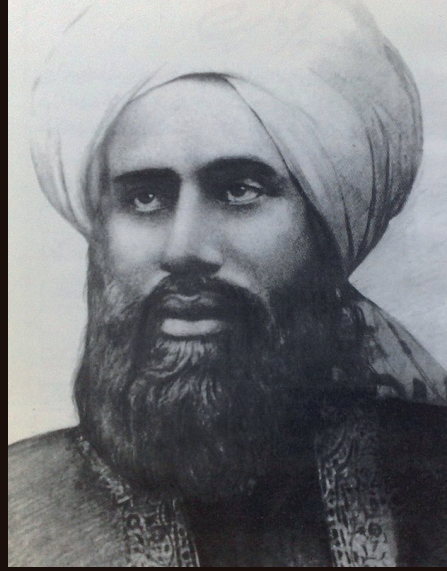
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم.... کامل انسان اللہ تعالیٰ کا سچا پرستار بندہ تھا اور ہماری اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ ان کے سوا الٰہی رضا ہم معلوم نہیں کر سکتے اور اسی لئے فرمایا قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ.... جس طرح پر اس نے اپنے غیب اور اپنی رضا کی راہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ظاہر کی ہیں اسی طرح پر اب بھی اس کی غلامی میں وہ ان تمام امور کو ظاہر فرماتا ہے۔ اگر کوئی انسان اس وقت ہمارے درمیان آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، داؤد، محمد، احمد ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ سے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی چادر کے نیچے ہو کر ہے۔ کوئی راہ اگر اس وقت کھلتی ہے اور کھلی ہے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو کر، ورنہ یقیناً یقیناً سب راہیں بند ہیں۔ کوئی شخص براہ راست اللہ تعالیٰ سے فیضان حاصل نہیں کر سکتا۔"

(حقائق الفرقان جلد ۱ صفحہ ۴۶۳)

فرمان
حضرت مرزا

بشیر الدین محمود

احمد صاحب رضی اللہ عنہ

اپنے آپ کو ایسے مقام پر کھڑا کرو جس کے بعد تمہیں یقین ہو جائے کہ تم ہرگز بزدلی نہیں دکھاؤ گے۔ اس کے لئے تیاری کرو۔ مگر یہ تیاری اسلامی طریق کے مطابق ہونی چاہئے۔ ایسی تیاری کرنے کے دنیا میں دو ہی طریق ہیں۔ ایک یہ کہ جسموں کو مضبوط بنایا جائے۔ اس کی مثال نپولین، ہٹلر، چنگیز خان اور تیمور سے مل سکتی ہے اور ایک تیاری روح کی مضبوطی اور پاکیزگی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ اس کی سب سے روشن، اعلیٰ اور ارفع مثال دنیا محمد اللہ رسول کے مقدس وجود میں دیکھ چکی ہے۔ پس تم ہٹلر، نپولین یا چنگیز خان اور تیمور کی بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو سامنے رکھتے ہوئے تیاری کرو لیکن یہ نمونہ دنیوی مثالوں سے سینکڑوں اور ہزاروں گنا بالا ہے بلکہ اتنا بالا ہے کہ آج بھی فرشتے اس پر مرحبا کہہ رہے ہیں۔

(مشعل راہ، جلد اول، صفحہ ۶۴۳)

قسط نمبر ۵

فلسفۂ نماز

از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

فلسفۂ نماز

قسط چہارم

از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

ان نمازوں میں سے صبح کی نماز باجماعت ہو تو امام سورہ فاتحہ اور قرآن کریم کا حصہ بلند آواز سے پڑھتا ہے

اور مقتدی سورۃ فاتحہ ساتھ ساتھ آہستہ پڑھتے ہیں اور باقی قراءت صرف سنتے ہیں باقی حصہ نماز کا امام بھی آہستہ پڑھتا ہے سوائے تکبیروں اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ اور آخری سلاموں کے۔ ظہر کی نماز میں تمام رکعتوں میں امام آہستہ پڑھتا ہے اور اس کے پیچھے کے نمازی بھی اپنے طور پر سورہ فاتحہ اور قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ عصر کی نماز بھی اسی طرح ہوتی ہے مغرب کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں امام سورہ فاتحہ بلند پڑھتا ہے اور ساتھ ساتھ اس کے مقتدی آہستہ آہستہ منہ میں سورہ فاتحہ پڑھتے جاتے ہیں سورہ فاتحہ کے بعد امام قرآن کریم کا کچھ حصہ جب پڑھتا ہے تو مقتدی خاموش اس کے پڑھے ہوئے کو سنتے ہیں خود کچھ نہیں پڑھتے۔ آخری رکعت میں امام بھی دل میں سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اور مقتدی بھی۔ عشاء کی نماز میں بھی پہلی دو رکعتوں میں اسی طرح امام بلند آواز سے سورہ فاتحہ اور قرآن کریم کا کچھ اور حصہ پڑھتا ہے اور مقتدی سورہ فاتحہ منہ میں دُہراتے ہیں اور قرآن کریم کا دوسرا حصہ صرف سنتے ہیں مگر آخری دو رکعتوں میں قیام کی حالت میں امام صرف سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اور وہ بھی آہستہ آہستہ منہ میں۔ اور مقتدی بھی اپنے اپنے طور پر آہستہ آہستہ ہی منہ میں سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں تمام نمازوں میں باجماعت ہوں تو امام تکبیریں اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اور نماز کے خاتمہ کے بعد کا سلام بہر حال بلند آواز سے کہتا ہے کیونکہ مقتدیوں کو ساتھ چلانا مدّ نظر ہوتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۱، صفحہ ۱۶۶)

فرمان خلیفۂ وقت

آنحضرت صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دعویٰ نبوت سے پہلے بھی اپنی پاک فطرت کے نمونے دکھائے اور یہ نمونے دکھاتے ہوئے دوسروں کی بھلائی کی خاطر، دوسروں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے کوششیں کیں اور حلف الفضول جو ایک معاہدہ ہے جو تاریخ میں آتا ہے وہ اُسی کی ایک کڑی ہے۔ اور نبوت کے بعد تو دوسروں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ان کی بھلائی اور خیر چاہنے کے لئے آپ کے جو عمل تھے اس کے نظارے ہمیں آپ کی زندگی میں تیز بارش کی طرح نظر آتے ہیں اور یہی آپ کے نمونے اور قوتِ قدسی تھی جس نے یہ روح صحابہ میں پھونک دی جس کی وجہ سے وہ دوسروں کی بھلائی چاہنے میں بڑھتے چلے گئے۔

مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن مورخہ ۳۱/ اگست تا ۶ ستمبر ۲۰۰۷ء

میں نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں اور نماز لمبی کرنا چاہتا ہوں مگر اچانک
کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں اور نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ اس
بچے کا رونا اس کی ماں پر بہت گراں ہو گا۔

(بخاری کتاب الأذان باب من اخفّ الصلاۃ عند البکاء الصبی)

ماخوز از روزنامہ الفضل ۱۴ اگست، ۲۰۲۲

قسط نمبر ۱

خدام الاحمدیہ پر خلافت کی شفقتیں

تحریر از عبید اللہ خان

خدام الاحمدیہ پر خلافت کی شفقتیں

قسط نمبر ۱

دین حق کے کامل غلبہ کے لئے جب خدا تعالیٰ نے اس دور میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے آنحضرت ﷺ کے بروز کے طور پر مہدی و مسیح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور انکے ہاتھ سے اسلام کی تجدید اور اسکے حتمی غلبہ کی تخم ریزی فرمائی تو ساتھ ہی قدرت ثانیہ کی صورت میں اس تخم ریزی سے پیدا ہونے والے نظام عالم کی بنیاد بھی رکھ دی۔ اور پھر قدرت ثانیہ کے دور میں الٰہی نوشتوں کے رو سے اس مہدی دوراں کو ایک پسر موعود کی صورت میں ایک ایسا سلطان نصیر عطا کیا جس نے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ کی تقدیر سے وافر حصہ پاتے ہوئے ایک ایسے نظام عالم کی بنیادیں اس الٰہی جماعت میں مستحکم کرنے کی توفیق پائی جو آخرین کے دور میں لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کا عظیم الشان مظہر ہو۔

جوانی کی عمر ایک انسان کی زندگی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ دین پر عمل کرنے اور خدمت دین کے لئے بھی اس عمر کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور اسی پر انسان کی بعد کی زندگی کی بنیاد ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی جوانی کی عمر کی اہمیت کے پیش نظر اس حوالے سے جماعت کو نصائح فرمائیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔

”نوجوانوں کو خدمت دین میں دن رات مشغول رہنا چاہئے۔“

(بدر کیم جنوری ۱۹۰۵ء)

نیز فرمایا:

”اب وقت تنگ ہے میں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے۔ یہ آخری زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔ اس وقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقعہ دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقع ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے۔ اب اسکے بعد کوئی موقع نہ ہوگا۔ بڑا ہی بدقسمت وہ ہے جو اس موقع کو کھو دے۔“

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۶۳ ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

نظام جماعت کی بنیادی اینٹ تو حضرت مسیح موعودؑ نے پہلی بیعت لے کر ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو ہی رکھ دی تھی۔ بعد ازاں اس ابتدائی نظام میں دوسرا بڑا سنگ میل نظام وصیت کے قیام اور صدر انجمن احمدیہ جیسا ادارہ قائم ہونا تھا۔ جس سے کشتی نوح کے مثل اس نظام کے بنیادی خدوخال واضح ہونے لگے۔ قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر اور المصلح الموعودؓ کے مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد اس نظام میں سے خدائی تقدیر فَیَنْسَخُ اللّٰہُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (الحج:۵۳) اور وعدوں کے موافق اس انجمن نے ایک نئے سرے سے پاک ہو کر خلافت کی اطاعت کا جوا اپنے سر رکھا۔ لیکن وہ تیز گام بڑھنے والا مصلح الموعودؓ لدنی فراست کی روشنی میں دیکھ رہا تھا کہ اسلام کو جو ترقیات اور غلبہ مقدر ہے وہ محض ایک انجمن کے قیام سے وابستہ نہیں ہے۔ لہٰذا ہر علم و عمل کے ہر پہلو اور فتح و ظفر کے پیش آمدہ تقاضوں کے پیش نظر آپؓ نے جہاں دیگر مرکزی انجمنوں تحریک جدید اور وقف جدید کو قائم فرمایا وہیں ذیلی تنظیموں کا قیام بھی بلاشبہ دینی و ملی فتوحات کے لئے ایک عظیم اور لازوال کارنامہ ہے۔

مضمون ھٰذا میں خدام الاحمدیہ کی تنظیم کو خلافت سے جو فیوض، برکات اور ہر لحاظ سے راہنمائی اور سرپرستی حاصل رہی ہے اس پر مختصراً روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

دور خلافت ثانیہ

پس منظر

جیسا کہ خدا تعالیٰ کا ابتدا سے ہی جماعت کے ساتھ یہ سلوک رہا ہے کہ جب کوئی ابتلا آتا ہے تو اسکے ساتھ ہی ترقیات کی ایک نئی راہ کھول دی جاتی ہے۔ خدام الاحمدیہ کی داغ بیل ڈالنے کا سبب بھی ایک ابتلا ہی ہوا۔ ۱۹۳۷ء کے اواخر میں جب شیخ عبدالرحمٰن مصری نے فتنہ کھڑا کیا اور خلیفہ وقت کی ذات پر مذموم حملوں اور عزل خلفا کا سوال اٹھایا تو ان حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے نوجوانوں کو آگے لانے کا بھی فیصلہ کیا۔ آپؓ نے اس کی اولین ذمہ داری مکرم شیخ محبوب عالم خالد صاحب کو دیتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ نوجوانوں کو اس فتنہ کے مقابلے کے لئے تیار کیا جائے۔ جس پر مکرم شیخ صاحب نے اپنے

مبلغین کلاس کے طلبا کو فوری طور پر اس کار خیر میں حصہ لینے کی تحریک کی۔ اس ضمن میں ابتدائی شاملین کا ایک اجلاس مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۸ء کو ہوا۔ بعد ازاں اسی مجلس کی بابت مزید راہنمائی اور نام کے لئے جب حضورؓ کی خدمت میں درخواست کی گئی تو حضرت مصلح موعودؓ نے اس مجلس کا نام "مجلس خدام الاحمدیہ" رکھا۔ اس مجلس کے پہلے صدر مولانا قمرالدین صاحب اور جنرل سیکرٹری مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے منتخب ہوئے۔

قیام

خدام الاحمدیہ کی تنظیم کا قیام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایات کے ماتحت ۱۹۳۸ء میں ہوا۔ اس تنظیم میں آپ نے عمر کا جو حصہ مقرر فرمایا وہ ۱۵ سال سے ۴۰ سال تک کا ہے۔ عمر کا یہ زمانہ نوجوانی کی ابتدا سے پختگی تک کا ہے۔ گویا ابتدا سے ہی احمدی نوجوان کو ایک ایسے نظام کا حصہ بنا دیا جو کچی عمر سے پختگی کی عمر کو پہنچتے پہنچتے تربیت کے ابتدائی مراحل طے کر لے اور نظام کی باگ ڈور سنبھالنے کے قابل ہو جائے۔ اور یوں نہ صرف انفرادی طور پر بلکہ قومی رنگ میں ایک مربوط نظام تشکیل پاجائے اور ایک ایسا ذیلی نظام تیار ہو، جو عمر کے اس ابتدائی حصے میں کام اور نظام کو چلانے اور اس کا حصہ بننے کی تربیت حاصل کریں اور پھر یہی تربیت یافتہ افراد مرکزی نظام کو چلانے کے لئے مہیا ہو سکیں۔ آپؓ نے ابتدا سے ہی جماعت کو یہ سبق دیا تھا کہ "قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں۔"

خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے ابتدائی اور بنیادی خدوخال

ابتدا میں اس مجلس کا کام علوم دینیہ کا مطالعہ کرنا اور جماعت اور خلافت کے خلاف اعتراضات کی تحقیق اور جواب دینا تھا جو حضورؓ کی ہدایات اور راہنمائی میں خوش اسلوبی سے سرانجام پاتا رہا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس تنظیم پر ازراہ شفقت غیر معمولی توجہ اور راہنمائی کا آغاز کر دیا اور اپنے خطبات، خطابات میں اس تنظیم کے بنیادی خدوخال، دستور العمل اور تنظیم سازی کے لئے ہدایات سے نوازنا شروع کر دیا اور یوں خدام الاحمدیہ وجود میں آتے ہی حضرت المصلح الموعودؓ کی غیر معمولی اور خداداد راہنمائی سے مشرف ہونے کی سعادت پانے لگی۔ یکم اپریل ۱۹۳۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنا ولولہ انگیز خطبہ جمعہ خدام الاحمدیہ کو مخاطب کر کے اس تنظیم کی اہمیت، لائحہ عمل اور مقاصد کو بیان فرمایا۔ حضورؓ نے خدام الاحمدیہ کو حضرت طلحہؓ کا نمونہ اپنانے کی ہدایت فرمائی۔ آپؓ نے احد کے میدان میں حضرت طلحہؓ کا اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک کے سامنے کرنے اور اس پر تیر کھانے والے واقعے کا حوالہ دے کر فرمایا۔

"دیکھو کتنا عظیم الشان سبق اس واقعے میں پنہاں ہے۔ طلحہؓ جانتے تھے کہ آج محمد ﷺ کے چہرہ مبارک کی حفاظت میرا ہاتھ کر رہا ہے۔ اگر میرے اس ہاتھ میں ذرا بھی حرکت ہوئی تو تیر نکل کر محمد ﷺ کو جا لگے گا۔ پس انہوں نے اپنے ہاتھ کو نہیں ہلایا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس ہاتھ کے پیچھے محمد ﷺ کا چہرہ ہے۔ اسی طرح اگر تم بھی اپنے اندر یہ احساس پیدا کرو۔ اگر تم بھی یہ سمجھنے لگو کہ ہمارے پیچھے اسلام کا چہرہ اور اسلام اور محمد ﷺ دو نہیں بلکہ ایک ہی ہیں۔ تو تم بھی ایک مضبوط چٹان کی طرح قائم ہو جاؤ اور تم بھی ہر وہ تیر جو اسلام کی طرف پھینکا جاتا ہے اپنے ہاتھوں اور سینوں پر لینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس تنظیم کے لئے علاوہ علمی تحقیق کے بعض مزید امور بھی اسکے لائحہ عمل میں شامل فرمائے۔ جن میں ۱-اپنے ہاتھ سے روزانہ کام کرنا (وقار عمل) ۲-درس و تدریس (تعلیم و امور طلبا) ۳-پابندی نماز کی تلقین (تربیت) ۴-بیوگان، معذور اور مریضوں کی خبرگیری ۵-تدفین و تکفین اور دیگر تقاریب میں امداد وغیرہ (خدمت خلق)۔

مجلس خدام الاحمدیہ کو عالمگیر مجلس بنانے کا ارشاد

گو ابتدا میں حضورؓ نے مجلس خدام الاحمدیہ کو صرف دو سال کے لئے قائم فرمایا تھا لیکن اسکے باوجود آپؓ نے اسے وسعت دینے کا پلان سامنے رکھ دیا تھا۔ لہٰذا آپ نے اپنے خطبہ فرمودہ یکم اپریل ۱۹۳۸ء میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اسی طرح میں اعلان کرتا ہوں کہ موجودہ حالات میں عارضی طور پر سال دو سال کیلئے قادیان کی مجلس خدام الاحمدیہ کی بیرونی جماعتوں کی مجالس خدام الاحمدیہ شاخیں ہونگی۔ اور انکا فرض ہو گا کہ اس انجمن کے ساتھ اپنی انجمنوں کا الحاق کریں۔"

چھوٹے بچوں کی ذمہ داری خدام الاحمدیہ کے سپرد کرنا

قیام کے فوری بعد ہی حضورؓ نے ۱۵ اپریل ۱۹۳۸ء کو ۱۵ سال سے کم عمر بچوں کی تنظیم اطفال الاحمدیہ کے قیام کا ارشاد فرمایا اور ۲۳ اپریل کو یہ تنظیم قائم ہوگئی۔ اس تنظیم کو آپؓ نے خدام الاحمدیہ کے ماتحت اور زیر نگرانی ہی رکھا۔

مجلس خدام الاحمدیہ کو تحریک جدید کی فوج قرار دینا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ نومبر ۱۹۳۸ء کو جہاں خدام الاحمدیہ کے کام کی تعریف فرمائی اور انکو اپنا کام استقلال سے جاری رکھنے کا ارشاد فرمایا وہیں آپ نے خدام الاحمدیہ کو تحریک جدید کی فوج بھی قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"مجلس خدام الاحمدیہ تحریک جدید کی فوج ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ لوگ زیادہ سے زیادہ اس فوج میں داخل ہونگے اور اپنی عملی جدوجہد سے ثابت کر دیں گے کہ انہوں نے اپنے فرائض کو سمجھا ہوا ہے۔"

ذیلی تنظیموں میں شمولیت کو لازمی قرار دینا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۰ء میں ذیلی تنظیموں انصاراللہ، خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ میں شمولیت کو لازمی قرار دیا۔ آپ نے فرمایا۔

”جو پریذیڈنٹ یا امیر یا سیکرٹری ہیں ان کے لئے لازمی ہے کہ وہ کسی نہ کسی مجلس میں شامل ہوں۔ کوئی امیر نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی عمر کے لحاظ سے انصاراللہ یا خدام الاحمدیہ کا ممبر نہ ہو۔ اور کوئی سیکرٹری نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی عمر کے لحاظ سے انصاراللہ یا خدام الاحمدیہ کا ممبر نہ ہو۔ اگر پندرہ سال سے اوپر اور چالیس سال سے کم ہے تو اسکے لئے خدام الاحمدیہ کا ممبر ہونا ضروری ہو گا۔۔۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی عمر کے مطابق ان میں سے کسی نہ کسی مجلس کا ممبر بنے۔۔“

جسمانی استعدادوں کو ترقی دینے سے متعلق ہدایات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خدام الاحمدیہ کو اپنی جسمانی استعدادوں کو ترقی دینے سے متعلق بھی خصوصیت سے ہدایات مرحمت فرمائیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو خدام الاحمدیہ کی تعلیم و تربیت کا کس قدر احساس تھا اور آپ خدام کو کس درجے کا علمی اور جسمانی صحت کا نمونہ دیکھنا چاہتے تھے۔ ذیل میں آپ کے بعض ارشادات اس حوالے سے پیش خدمت ہیں۔

”میرے نزدیک تمام مشقوں میں سے ایک نہایت ہی اہم مشق جس سے دشمن کے مقابلے میں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور جس طرف ہماری جماعت کے ہر فرد کو توجہ کرنی چاہئے۔ وہ حواس خمسہ کو ترقی دینے کی کوشش ہے۔ یہ ایک نہایت ہی اہم اور ضروری چیز ہے۔۔۔۔ مثلاً ناک کی حس ہے اور اس سے بڑے بڑے کام لئے جا سکتے ہیں۔۔۔۔ اسی طرح بعض لوگوں کی مزے کی حس اتنی تیز ہوتی ہے کہ حیرت آتی ہے اور یہ حس بھی بہت حد تک بڑھائی جا سکتی ہے۔۔۔ اسی طرح کانوں کی حس ہے۔ اسکو بڑھا کر بھی حیرت انگیز کام لئے جا سکتے ہیں۔۔۔ تو یہ مشقیں نہایت اہم ہیں۔ اسی طرح ذائقہ کی مشق ہے۔ لمس کی مشق ہے۔ ان تمام مشقوں سے بڑے بڑے کام لئے جا سکتے ہیں۔۔۔ اسی طرح لاٹھی چلانے کا فن نہایت اعلیٰ درجے کی چیز ہے۔۔۔“

(خطاب بر موقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۲ء)

خدام الاحمدیہ کے سات سالہ پروگرام کا اجرا

۱۹۴۵ء میں جب خدام الاحمدیہ کے قیام کو سات سال گزر چکے تھے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے گزشتہ سات سالوں کے کام کو غیر تسلی بخش قرار دیا اور اس کمی کو آئندہ سات سالوں میں پورا کرنے کا ٹارگٹ دیا۔ لہٰذا ۱۹۴۵ء کے سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ سے خطاب فرماتے ہوئے حضورؓ نے کچھ شعبوں میں بہتری لانے کی تلقین فرمائی اور اس ضمن میں نہائیت موزوں رنگ میں خدام کی راہنمائی فرمائی۔ ان شعبوں کا مختصر جائزہ کچھ اس طرح سے ہے۔

وقار عمل: آپؓ نے فرمایا کہ ”آئندہ سالوں میں ہاتھ سے کام کرنے، کی روح کو دوبارہ زندہ کیا جائے اور خدام سے ایسے کام کرائے جائیں جن میں ہتک محسوس کرتے ہوں اور وہ کام انفرادی طور پر کرائے جائیں۔۔۔

تربیت و اصلاح: ”خدام کی سختی کے ساتھ نگرانی کی جائے کہ وہ باجماعت نماز ادا کرتے ہیں یا نہیں۔“

تعلیم: ”خدام الاحمدیہ کے پروگرام میں یہ بات بھی شامل ہونی چاہئے کہ خدام کی پڑھائی کا خیال رکھا جائے۔ اور اس بات کی نگرانی کی جائے کہ کون کون خادم سٹڈی کے وقت گلیوں میں پھرتا ہے۔“

کام کا ریکارڈ رکھنا: ”کوشش کرنی چاہئے کہ ہر کام کے نتائج کسی معین صورت میں ہمارے سامنے آ سکیں۔ اگر ہمارے پاس ریکارڈ محفوظ ہو تو ہم اندازہ کر سکیں گے کہ پچھلے سال سے اس سال نمازوں میں کتنے فیصدی ترقی ہوئی۔ تعلیم میں کتنے فیصدی ترقی ہوئی۔ اخلاق میں کتنے فیصدی ترقی ہوئی۔ کتنے خدام پچھلے سال باہر کی جماعتوں سے سالانہ اجتماع میں شمولیت کے لئے آئے اور کتنے اس سال آئے ہیں۔۔۔“

ذہانت و جسمانی صحت: خدام الاحمدیہ کا یہ فرض ہے کہ نوجوانوں کی صحت کی طرف جلد توجہ کریں۔ اور انکے لئے ایسے کام تجویز کریں جو محنت کشی کے ہوں اور جن کے کرنے سے انکی ورزش ہو اور جسم میں طاقت پیدا ہو۔۔“

سائنس اور مشینری کے کام سیکھو: ہر جماعت میں جتنے پیشہ ور ہیں، ان سے کہا جائے کہ وہ خدام کو سائیکل کھولنا اور جوڑنا یا موٹر کی مرمت کا کام یا موٹر ڈرائیونگ سکھا دیں۔ یہ کام ایسے ہیں کہ ان میں انسان کی صحت بھی ترقی کرتی ہے اور انسان بطور ہابی (hobby) کے سیکھ سکتا ہے۔۔۔ یہ سائنس کی ترقی کا زمانہ ہے۔ اس لئے خدام الاحمدیہ کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہماری جماعت کا ہر فرد سائنس کے ابتدائی اصولوں سے واقف ہو جائے۔۔“

تجارت اور صنعت و حرفت کی طرف توجہ کرنے کی ہدایت

مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء کو حضورؓ نے خدام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ”ہماری جماعت کو اب تجارت کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہئے۔ میں نے بارہا بتایا ہے کہ تجارت ایسی چیز ہے کہ اس کے ذریعہ دنیا میں بہت بڑا اثر و رسوخ پیدا کیا جا سکتا ہے۔۔“

اسی طرح ایک اور موقع پر فرمایا۔

”پس میں اپنے نوجوانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ تعلیم محض اس لئے حاصل نہ کریں کہ اسکے نتیجہ میں انہیں نوکریاں مل جائیں گی۔ نوکریاں قوم کو کھلانے کا موجب نہیں ہوتیں۔ بلکہ نوکر ملک کی دولت کو کھاتے ہیں۔ اگر تم تجارتیں کرتے ہو۔ صنعتوں میں حصہ لیتے ہو۔ ایجادوں میں لگ جاتے ہو تو تم ملک کو کھلاتے ہو اور یہ صاف بات ہے کہ کھلانے والا کھانے والے سے بہترین ہوتا ہے۔ نوکریاں بیشک ضروری ہیں لیکن یہ نہیں کہ ہم سب نوکریوں کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم زیادہ سے زیادہ پیشے اختیار کریں تاکہ ملک کو ترقی حاصل ہو اور کم سے کم ملازمتیں کریں۔ صرف اتنی جن کی ملک کو اشد ضرورت ہو۔“

(فرمودہ ۲۱ نومبر ۱۹۵۲ء، مشعل راہ جلد اول صفحہ ۶۴۸)

القصیدہ

وَجَعَلْتَ دَسْكَرَةَ الْمُدَامِ مُخَرَّبًا
وَاَزَلْتَ حَانَتَهَا مِنَ الْبُلْدَانِ

آپؐ نے (شراب سے توبہ کرواکر) ان کے شراب خانے خراب (اور ویران) کر دیئے
اور ان کی شراب کی دوکانیں شہروں سے ہٹا دیں

كَمْ شَارِبٍ بِالرَّشْفِ دَنًّا طَافِحًا
فَجَعَلْتَهُ فِي الدِّيْنِ كَالنَّشْوَانِ

ان میں سے بہت تھے جو شراب کے بھرے ہوئے مٹکے مزے سے پی جاتے تھے
مگر آپؐ نے (اپنی قوتِ قدسیہ سے) انکو دینِ (اسلام کے عشق میں متوالوں کی طرح کر دیا

(القصیدہ فی مدح خاتم النبیین - شعر ۲۷-۲۸، از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
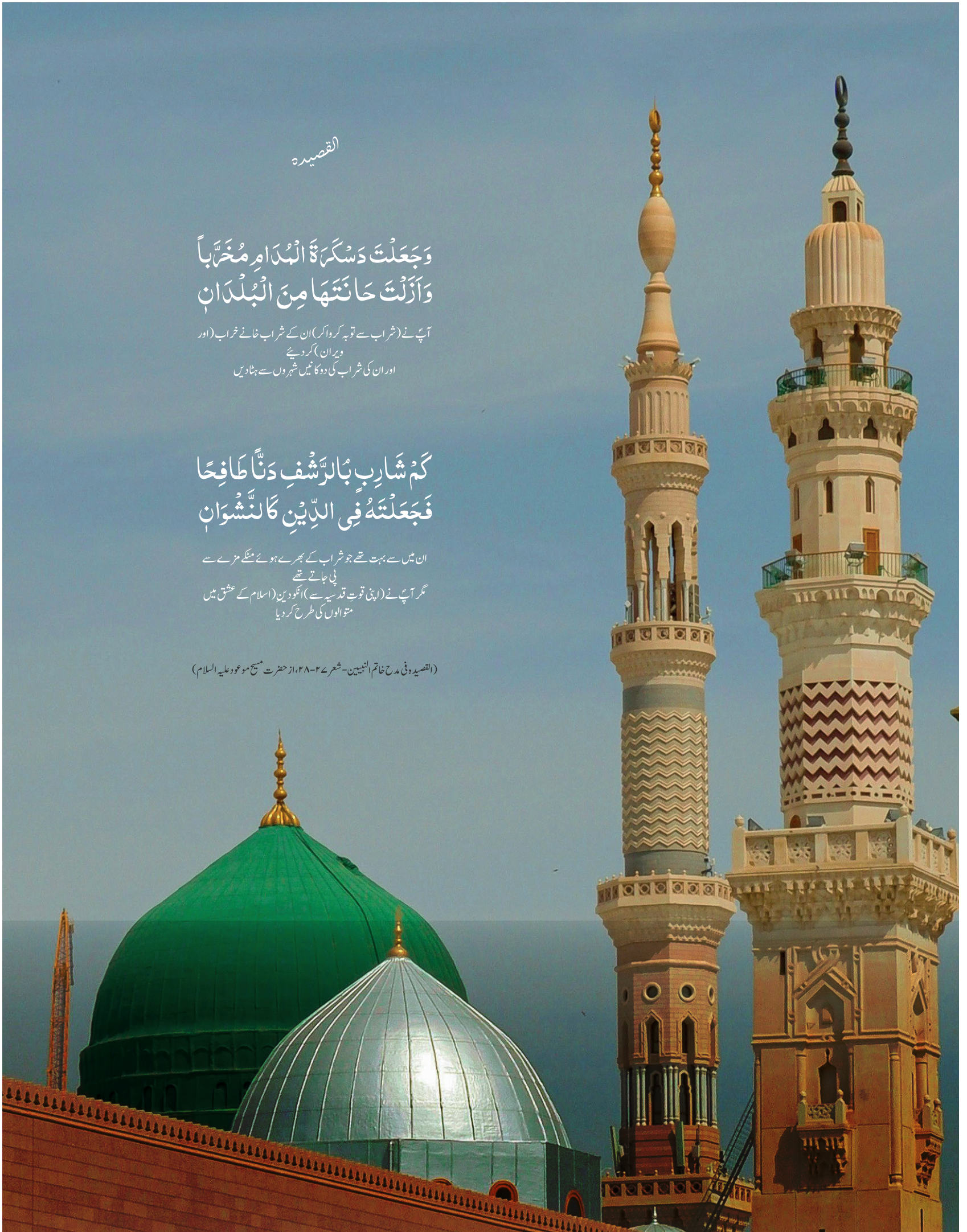
فرمان

حضرت

خلیفۃ المسیح الرابعؒ

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک ایسے صحابیؓ روایت کرتے ہیں جو ایک لمبے عرصے تک اسلام سے غافل رہے اور صحرا میں انہوں نے پرورش پائی اس لئے شہروں کے آداب اور اخلاق واطوار سے وہ ناواقف تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں پہلی دفعہ مدینے میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا، تو مجھے نہ تو شہری تہذیب وتمدن کا کوئی حال معلوم تھا نہ نماز کے آداب سے کوئی واقفیت تھی چنانچہ نماز کے دوران میں نے ایسی حرکتیں کیں جو نماز میں نمازی کو زیب نہیں دیتیں وہ کہتے ہیں کہ جب نماز ختم ہوئی تو ارد گرد سے صحابہؓ کی نظریں مجھ پر اس طرح پڑیں جیسے مجھے کھا جائیں گی کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم امام تھے اور وہ جانتے تھے کہ آپؐ کی نماز میں یہ حرکتیں خلل انداز ہوئی ہیں اور یہ چیز وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے وہ صحابی کہتے ہیں میں نے محسوس کیا کہ جیسے وہ خونی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا خبیثان حرکتیں میں نے کیں۔ وہ کہتے ہیں میں نے خوف محسوس کیا لیکن اچانک میری نظر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر پڑی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں پیار بھرا ہوا تھا۔ ایسی محبت تھی ایسی شفقت تھی کہ جیسے ماں بہت ہی پیار کی حالت میں اپنے بچے کو دیکھ رہی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو نماز میں یوں نہیں کیا کرتے، یوں کیا کرتے ہیں۔ آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ نماز کس طرح پڑھا کرتے ہیں۔ ایسی ایک نہیں دو نہیں بیسیوں مثالیں ہیں کہ بڑوں سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حوصلے کا ثبوت دیا۔ بڑوں کے ساتھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت اور حلم کا سلوک کیا اور چھوٹوں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک فرمایا۔ جاہلوں کے ساتھ بھی عالموں کے ساتھ بھی۔ یہ وہ مربی ہے جو ساری دنیا کو زندہ کرنے پر مامور فرمایا گیا تھا۔ اس مربی کے آثار کو اپنی ذات میں اپنے وجود میں جاری کرنا ہو گا اور اس مربی سے خود زندگی کے گُر پانے ہوں گے اور زندہ کرنے کے گُر سیکھنے ہوں گے اس لئے اپنی اولاد اور اپنی بیویوں کی تربیت میں ہرگز نہ عجلت سے کام لیں نہ سہل انگاری سے کام لیں یہ دونوں چیزیں مہلک ہیں نہ ان کی بیماریوں سے غافل ہوں نہ ان بیماریوں سے بے پرواہ ہوں اپنے احساس کو زندہ رکھیں اور اس دکھ کو زندہ رکھیں جو برائیوں کو دیکھنے کے نتیجہ میں ایک مومن کے دل میں لازمی پیدا ہوتا ہے۔

مشعل راہ جلد سوم صفحہ ۳۸۹-۳۹۰

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ربط ہے جان محمد سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

شان حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۲۵-۲۲۶)

خصوصی دعاؤں کی تحریک

پس خوش قسمت ہے وہ شخص جس کا ذکر اس کا آقا، اس کا مالک، اس کو پیدا کرنے والا کرے۔ پس اس اہم امر کی طرف ان دنوں میں ہر کسی کو بہت توجہ دینی چاہیے۔

اسی حوالے سے مَیں ایک تحریک کرنا چاہتا ہوں۔

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ایک رؤیا تھا کہ ان کو ایک بزرگ نے کہا کہ:

اگر جماعت کا ہر فرد، ہر بڑا دو سَو دفعہ یہ درود شریف پڑھے،

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

درمیانی عمر کے افراد ایک سَو دفعہ اور بچے تینتیس تینتیس دفعہ پڑھیں اور جو چھوٹے بچے ہیں ان کو ان کے والدین تین چار دفعہ یہ خود پڑھوا دیں۔

اسی طرح سَو دفعہ استغفار کریں۔

(اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْۢبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ)

(۱۰۰ دفعہ روزانہ)

مَیں اس میں یہ شامل کرتا ہوں کہ سَو دفعہ

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ

بھی ورد کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو رؤیا میں یہی دکھایا گیا تھا کہ اگر یہ کرو گے تو ایک محفوظ قلعے میں داخل ہو جاؤ گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِن دنوں میں جبکہ شیطان ہر حیلے سے بحیثیت جماعت بھی اور مجموعی طور پر ہمارے پر حملے کرنے کی کوشش کر رہا ہے، عمومی طور پر دنیا میں بھی اس سے بچنے کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے کہ خاص طور پر دعاؤں پر زور دیں اور صرف جلسے کے دنوں میں نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے یہ درود شریف اور ذکرِ الٰہی، یہ وِرد اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں اور اس پر ہر ایک کو، بچے کو بڑے کو، عورت کو، مرد کو، سب کو توجہ دینی چاہیے۔

(خطبہ جمعہ ۲۳ اگست ۲۰۲۴ء)